WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورہ التین

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام "التین" ہے جو اس کا پہلا لفظ ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چونتیس کلمے، ایک سو پانچ حروف ہیں۔

نزول: جمہور علماء کے نزدیک اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ مدنی ہے لیکن یہ درست نہیں۔ کیونکہ "هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ" یہ امن والا شہر سے بلا اختلاف مکہ مراد ہے۔ هٰذَا کا اشارہ اس کی طرف اسی وقت ہی درست ہو سکتا ہے جب کہ اس کا نزول یہاں ہوا ہو۔ مدنی صورت میں مکہ کا ذکر هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے کسی طرح مناسب نہیں۔

مضامین: بعض ان مقامات کی قسمیں کھا کر اس سورت کا آغاز کیا گیا ہے جن کا تعلق اولو العزم رسولوں میں سے کسی کے ساتھ ہے۔ پھر بتایا کہ ہم نے انسان کی آفرینش اس انداز سے کی ہے کہ صوری اور معنوی اعتبار سے یہ احسن الخلق اور اکمل الخلق ہے۔ انسانی عظمت کا تصور جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے دنیا کا کوئی فلسفی، نفسیات کا کوئی ماہر، عمرانیات کا کوئی استاد، طبیعیات کا کوئی معلم اس کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ قرآن نے عظمتِ انسان کا جو نظریہ پیش کیا ہے جب اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو باقی سب مدعیانِ دانش نادان بچوں کی طرح ٹامک ٹوئیاں مارتے نظر آتے ہیں۔

انسان کو احسنِ تقویم کے لقب سے سرفراز فرمانے کے بعد اس حقیقت سے پردہ اٹھایا کہ نوعِ انسانی کے بعض افراد اپنے مقام رفیع کے تقاضوں کو پس پشت ڈال لیتے ہیں اور نفس کے سفلی جذبات کی تسکین کے درپے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو ایسی پستیوں میں گرا لیتے ہیں جس سے مزید کسی پستی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ وہ لوگ جو خود شناس ہیں اپنی خداداد عظمتوں کے قدردان ہیں۔ ایمان اور عملِ صالح سے اپنے دامنِ حیات کو معمور رکھتے ہیں ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی پایاں پذیر نہ ہوگا۔

اس حقیقت کے بیان کرنے کے بعد قیامت کی ضرورت اور اس کے برپا کرنے میں جو حکمت ہے اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ جب وہ احکم الحاکمین ہے تو اسکے عدل و انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ ایک دن ایسا آئے اور ضرور آئے جب ہر شخص کو اسکے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملے۔ اگر ساری عمر پھول کھلانے والا اور ہر سمت میں چراغ روشن کرنے والا اور ساری عمر کانٹے بونے والا اور اندھیر نگری بپا کرنے والا ایک ہی انجام سے دوچار ہوں تو اس سے بڑی اندھیر گردی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیا کوئی ذی ہوش اس ذات سے جو احکم الحاکمین ہے اس اندھیر گردی کی توقع رکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورۃ التین مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس میں آٹھ آیات ہیں

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ﴿١﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ﴿٢﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ﴿٣﴾

قسم ہے انجیر اور زیتون کی ۱؎ اور قسم ہے طورِ سینا کی ۲؎ اور اس امن والے شہر (مکہ مکرمہ) کی ۳؎

۱؎ اس سورت کا افتتاح چار چیزوں کی قسمیں کھا کر کیا جا رہا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ سامعین ہمہ تن گوش ہو کر اس سورت کو سنیں کیونکہ اس میں نہایت اہم مضامین بیان کیے جانے والے ہیں۔

تین اور زیتون سے کیا مراد ہے؟ علمائے تفسیر کے اس میں متعدد اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس، حسن، مجاہد وغیرہم کا قول یہ ہے کہ تین سے مراد انجیر ہے اور زیتون سے مراد زیتون کا مشہور و معروف درخت ہے جس سے تیل نکالا جاتا ہے۔ انجیر کا پھل اور زیتون کا درخت اور اس کا تیل بے شمار فوائد اور خوبیوں کے مالک ہیں اس لیے ان کی قسم کھائی۔ حضرت ابن عباس سے یہ قول بھی مروی ہے کہ تین اس مسجد کا نام ہے جو نوح علیہ السلام نے جودی پہاڑ پر تعمیر کی تھی اور زیتون سے مراد بیت المقدس کی مسجد ہے۔ قتادہ کی رائے یہ ہے کہ تین اس پہاڑ کا نام ہے جس پر دمشق کا شہر آباد ہے اور زیتون اس پہاڑ کا نام ہے جس پر بیت المقدس کا شہر ہے۔ ایک اور قول یہ بھی ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے۔ ای منابت التین والزیتون۔ یعنی وہ علاقے جو انجیر اور زیتون کی پیداوار کے لیے مخصوص ہیں۔ علامہ قرطبی کی رائے یہ ہے کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ بعض علماء نے قتادہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔

علامہ آلوسی کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

اقسام ببقاع مباركة شريفة على ما ذهب اليه كثير (روح المعانی) کہ یہاں مبارک مقامات کی قسمیں اٹھائی گئی ہیں۔ اکثر علماء کی یہی رائے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲؎ وہ پہاڑ جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ہم کلامی کا شرف بخشا اس کا نام طور سینین ہے۔ اسے طور سِینا اور طور سَینا بھی کہتے ہیں۔

۳؎ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ مکہ مکرمہ کا شرف محتاج بیان نہیں۔ اس کا سنگ بنیاد اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم اور ان کے فرزند جلیل حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا۔ اس شہر کے پُر امن ہونے کی دعا بھی آپ نے ہی مانگی۔ رب اجعل هذا البلد امنا۔ اس دعا کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جس وقت سارا جزیرۂ عرب غارت گری، خونریزی اور لوٹ مار کا میدان بنا ہوا تھا اس وقت بھی مکہ مکرمہ فتنہ و فساد کی آگ سے محفوظ تھا۔ کسی کے باپ کا قاتل بھی اگر حرم میں پناہ لیتا تو اس کو کچھ نہ کہا جاتا۔ اگر جنگل میں کوئی چیتا ہرن کو شکار کرنے کے لیے اس کے تعاقب میں دوڑتا اور ہرن حدودِ حرم میں داخل ہو جاتا تو چیتا اس کا پیچھا چھوڑ کر واپس چلا جاتا۔ یہاں کے درختوں اور گھاس پھونس کو بھی کوئی نہیں کاٹتا تھا۔ کعبہ مقدسہ کی تعمیر سے اس شہر کو مزید شرف نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خطہ پر مزید کرم یہ فرمایا کہ اسے اپنے محبوب صلی اللہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ أَسْفَلَ

بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے (عقل و شکل کے اعتبار سے) بہترین اعتدال پر ے پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو پست ترین

تعالیٰ علیہ وسلم کی جائے ولادت بنایا اور حضورؐ نے نبوت کا اعلان بھی یہیں سے کیا جس کے باعث مکہ کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔

طور کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نسبت کی وجہ سے عزت نصیب ہوئی۔ یہیں آپ کو پیغمبری ملی۔ یہیں شرف ہمکلامی سے مشرف ہوئے۔ یہیں الواحِ تورات مرحمت ہوئیں۔ دمشق حضرت مسیح علیہ السلام کا مسکن و ماویٰ اور آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز رہا اور بیت المقدس کو بے شمار انبیاء و رسل سے نسبت کا شرف حاصل ہوا اس لیے ان بابرکت مقامات کی قسمیں اٹھائی گئیں جہاں ایسے نفوسِ قدسیہ کی ولادت باسعادت ہوئی جو انسانیت کے اعلیٰ ترین مقام نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہوئے جس سے ارفع کسی اور مقام کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

ے یہ جوابِ قسم ہے۔ یعنی ہم نے انسان کو شکل و صورت، قد و قامت، عقلی و ذہنی قوتوں، قلبی و روحانی بہترین صلاحیتوں سے متصف کر کے پیدا فرمایا ہے۔ ابن عربی کہتے ہیں: لیس للہ تعالیٰ خلق احسن من الانسان فان اللہ خلقہ حیا عالما قادرا مریدا متکلما سمیعا بصیرا مدبرا حکیما (قرطبی) کہ اللہ تعالیٰ نے انسان سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے ان عظیم صفات سے متصف فرمایا: حی، عالم، با اختیار، با ارادہ، متکلم، شنوا، بینا، مدبر اور حکیم۔

اگر انسان کو بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صوری اور معنوی حسن و کمال میں کوئی چیز بھی انسان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ گراں قیمت حیوان، زورآور جانور، درندے، پرندے، ہوائی اور آبی مخلوقات سب کی سب انسان کے سامنے سرافگندہ ہے اور اس کے حکم سے سرتابی کی جرأت نہیں کر سکتی۔ گرانڈیل ہاتھی سے ایک فیل بان جس طرح چاہتا ہے کام لیتا ہے۔ سات سال کا بچہ اونٹوں کی ایک قطار کو جدھر چاہتا ہے لے کر چلا جاتا ہے۔ شوخ و شنگ برق رفتار گھوڑے پر جب انسان سوار ہوتا ہے تو وہ اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ قوانینِ فطرت کو وہ اپنی علمی قوت سے مسخر کر کے ان سے اپنی چاکری لے رہا ہے۔ عقل، فکر و نظر، قیاس و استنباط کی جو بے نظیر قوتیں اسے بخشی گئی ہیں کائنات کی کوئی چیز اس کی برابری نہیں کر سکتی۔ اس کے علم و عرفان کی رفعتوں کا تو یہ حال ہے کہ نوری فرشتے بھی اس کو سجدہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کی قامت راست اور اعضا کی ساخت بھی بے نظیر ہے۔ ہر جانور اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے اپنا سر زمین پر جھکاتا ہے لیکن انسان کو اس کے لیے سر جھکانا نہیں پڑتا بلکہ اس کے ہاتھ لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے ہیں۔ اس کے جس پہلو کو دیدۂ حق بیں سے دیکھا جائے بے ساختہ تبارک اللہ احسن الخالقین کا نعرہ بلند ہونے لگتا ہے۔ علامہ قرطبی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی کی اپنی بیوی کے ساتھ شدید محبت تھی۔ ایک دن اس نے اس سے کہا انت طالق ثلاثا ان لم تکونی احسن من القمر۔ اگر تو چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو تجھے تین طلاقیں۔ اس نے جب اپنے خاوند کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو اٹھ کھڑی ہوئی اور عیسیٰ سے پردہ کر لیا اور کہا کہ تو نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ اب ہمارا ازدواجی تعلق منقطع ہو گیا۔ عیسیٰ نے بڑی مشکل سے رات بسر کی، صبح سویرے خلیفہ منصور کے پاس پہنچا اور اسے اس واقعہ کی اطلاع دی اور بڑی گھبراہٹ اور ندامت کا اظہار کیا۔ خلیفہ نے فقہاء کو اپنے دربار میں بلایا اور ان سے فتویٰ پوچھا۔ جتنے فقہاء حاضر تھے سب نے کہا کہ طلاق واقع ہو گئی ہے لیکن امام ابو حنیفہ کے شاگردوں سے ایک شخص خاموش بیٹھا رہا۔ منصور نے پوچھا آپ کیوں چپ

سَافِلِيْنَ ۙ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ

حالت کی طرف ۶ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لیے نہ ختم ہونے

ہیں، کیوں کوئی بات نہیں کرتے تو وہ شخص گویا ہوا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ اے امیر المومنین اس ارشاد الٰہی کے مطابق انسان سب چیزوں سے زیادہ حسین ہے اور کوئی چیز اس سے زیادہ حسین نہیں ہے۔ منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا کہ اس شخص نے جو کہا ہے درست کہا ہے، تم اپنی بیوی کے ساتھ رہ سکتے ہو اور اس کی بیوی کو بھی کہلا بھیجا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اس لیے اسے چاہیے کہ اپنے خاوند کے گھر آجائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان باطن اور ظاہر میں، صورت کے جمال میں، بناوٹ کی ندرت میں اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے زیادہ حسین وجمیل ہے۔ فلاسفہ نے اسی وجہ سے انسان کو عالم اصغر کہا ہے۔

۶ لیکن جو انسان ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتا، جو اپنی عدیم النظیر صلاحیتوں کو غلط استعمال کرتا ہے، جو عقل وفہم کے سارے چراغ گل کر دیتا ہے اور ہوائے نفس کی پیروی میں لگ جاتا ہے، اپنے خالق ورازق کی فرمانبرداری سے منہ موڑ لیتا ہے، اس کے رسول کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیتا ہے تو اسے اس جرم کی سزا بھی بڑی سخت دی جاتی ہے۔ وہ بے شعور اور بے سمجھ حیوانوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اس سے ایسی ایسی رذیل حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جن کا کسی بھلے آدمی سے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے ہاتھوں سے گڑھا کھود کر وہ اپنی بچیوں کو زندہ مٹی میں دفن کر دیتا ہے۔ وہ اپنے سگے بھائی کا گلا کاٹنے سے بھی نہیں شرماتا۔ معمولی فائدہ کے لیے وہ اپنی قوم اور وطن سے غداری کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ آپ خود سوچیے وہ سمگلر جو اپنے قومی غذائی ذخائر کو چند ٹکوں کے لالچ میں دشمن ممالک کو ناجائز ذرائع سے برآمد کرتا ہے، جو انجینیئر ملک کی شاہراہوں، پلوں اور ڈیموں کی تعمیر میں بددیانتی کرتا ہے، جو صنعت کار اجناس خوردنی اور ادویہ میں ملاوٹ کرنے کا کاروبار کرتا ہے، جو تاجر اجناس خوردنی کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے کیا وہ کتے اور خنزیر سے پست تر نہیں۔ جو شخص فسق وفجور کی غلاظتوں میں خوش رہتا ہے گندگی میں جنم لینے والے کیڑوں سے کیا وہ کسی صورت میں بہتر ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص سے انسانیت کی خلعت فاخرہ واپس لے لی جاتی ہے۔ اس کے سر سے اشرف المخلوق ہونے کا تاج اتار لیا جاتا ہے۔ معاشرے کی نگاہوں میں وہ حقیر وذلیل ہو جاتا ہے۔ ایسے انسانوں کے لیے دوزخ کے طبقات میں سے وہ طبقہ مخصوص کیا جائے گا جو پست ترین ہوگا۔

دیکھیے قرآن حکیم، انسانی حمیت کو کس طرح مہمیز لگاتا ہے، انسانی شرف کا واسطہ دے کر خود فراموش انسانوں کو خواب غفلت سے کس طرح چونکاتا ہے، انسان کے احساس عظمت کو گرما کر گناہوں کی دلدل سے اسے نکل آنے کی جو دعوت دیتا ہے اس کا اسلوب کتنا اثر آفرین ہے۔

غَيْرُ مَمْنُونٍ ٦ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ ٧ أَلَيْسَ اللّٰهُ

والا اجر ہے ٦ پس کون جھٹلا سکتا ہے آپ کو اس کے بعد جزا و سزا کے معاملہ میں ٧ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ

بِأَحْكَمِ الْحٰكِمِينَ ٨

سب حاکموں سے بڑا حاکم؟ ٨

٦ فرمایا جو لوگ اپنی انسانیت کی لاج رکھتے ہیں، اس کے دامن شرف پر کوئی داغ نہیں لگنے دیتے، اپنے خالق کے ذکر کی شمع روشن رکھتے ہیں، اس کے احکام کی بجا آوری میں سرگرم رہتے ہیں، اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا شوق انہیں رات دن بے چین رکھتا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جو احسن تقویم کے کمالات سے موصوف ہیں۔ ان کو ہی اللہ تعالیٰ ایسا اجر دے گا جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ جب تک وہ اس دنیا میں زندہ رہیں گے ان پر ان کے رب کی رحمت نازل ہوتی رہے گی۔ جب یہاں سے رخت سفر باندھنے لگیں گے تو انہیں ارجعی الی ربك راضية مرضية کی نوید جانفزا سنائی جائے گی۔ جب قیامت کے دن قبروں سے اٹھیں گے تو لا خوف علیهم ولا هم یحزنون کی شان ان کے چہروں سے ظاہر ہو رہی ہوگی اور جب فردوس بریں میں قدم رکھیں گے تو سلام قولا من رب رحیم سے ان کا استقبال کیا جائے گا۔ انہوں نے تو کچھ مدت اپنے رب کی بندگی میں گزاری لیکن ان کا رب جن نعمتوں سے انہیں نوازے گا وہ پایاں ناپذیر ہوں گی۔

٧ اس آیت کے کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں ان میں سے مجھے وہ مفہوم زیادہ پسند ہے جو علامہ قرطبی نے قتادہ اور فراء سے نقل کیا ہے۔ قال قتادة ایضا والفراء المعنی فمن یکذبك ایها الرسول بعد هذا البیان بالدین واختاره الطبری۔ یعنی قیامت کے برپا ہونے اور اس روز نیک و بد کو جزا و سزا کا جو نظریہ آپ نے پیش کیا ہے کون عقل مند اس کی تکذیب کر سکتا ہے۔ یہ کہنے کی جرأت کس میں ہے کہ جس شخص نے ساری عمر احکام الٰہی کی بجا آوری میں گزاری، جس نے اپنے آرام و آسائش کو بنی نوع انسان کے آرام و آسائش کے لیے وقف کر دیا، جس نے نور حق پھیلانے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں اس کو اس کی عمر بھر کی سعی پیہم کا کوئی اجر نہ ملے اور جو اپنے کرتوتوں کے باعث اسفل السافلین تک پہنچا اس کو کوئی سزا نہ ملے؟

٨ اگر کسی چھوٹے سے خطہ کا کوئی حاکم ہو تو تم اس سے عدل و انصاف کی توقع رکھتے ہو۔ اگر وہ ظلم و ستم پر اتر آئے تو تم اس سے نفرت کرنے لگتے ہو اور اگر حالات اجازت دیں تو اس کا تاج و تخت بھی چھین لیتے ہو۔ خود ہی بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ سے بڑا حاکم اور کون ہے، اس کی حکومت سے بڑی حکومت کس کی ہے، اس کی مملکت سے وسیع مملکت کہاں ہے؟ اس کے باوجود کیا تم اس ظلم کو روا رکھنے کی اس سے توقع رکھتے ہو کہ وہ ظالم کو کچھ نہیں کہے گا اور مظلوم کی داد رسی نہیں کرے گا۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اس سورت کی تلاوت ختم کرو تو کہو بلی وانا علی ذلك من الشاهدين۔ کبھی حضور اس کی تلاوت کے بعد فرماتے سبحانك فبلی (روح المعانی)۔

فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ والصلوٰة والسلام علی رحمة

للعلمین وعلی اٰله وصحبه اجمعین۔